نثار علی
پی ایچ ڈی اردو اسکالر شعبہ اردو سرحد یونی ورسٹی پشاور
سیما گل
پی ایچ ڈی اردو اسکالر اسکالر شعبہ اردو قرطبہ یونی ورسٹی پشاور
ڈاکٹر اشفاق حسین بخاری
سابقہ صدر شعبہ اردو قراقرم انٹر نیشنل یونی ورسٹی گلگت

غالب کا جدت ذہن

Nisar Ali
PhD Urdu research scholar,Sarhad University Peshawar.
Seema Gul
PhD Urdu research scholar, Qurtuba University Peshawar.
Dr.Ashfaq Hussain Bukhari
Former Chairman Deptt; of Urdu Karakurram University Gilgit.

Ghalib's Innovative Mind

Ghalib’s mind is an innovative mind. Is Ghalib’s complete poetry compatible with innovation? If we study other great poets, they have become great in Urdu literature because of a single point of view or a few characteristics, but even if Ghalib has a regular philosophy. Or there was no theory, yet his complete speech, apart from the tradition, enlightens us with new topics and experiences. The whole of India is speaking in his speech. In this context, he is also familiar with the spirit of universalism and has proved that his speech is different from the traditional topics in his speech. Immortalized for us.

Keywords: *Ghalib, Innovative mind, Urdu,Characteristics,Philosophy.*

غالب کا عہد جتنا سیاسی سماجی اور ثقافتی الجھنوں کا دور تھا اتنا ہی فرد اور معاشرے کی نفسیاتی پیچید گیوں کا مجموعہ بھی ۔ انیسویں صدی کے پہلے ابتدائی بیس سال گزرتے گزرتے ہندوستان کی معاشری اور ثقافتی زندگی میں تبدیلیوں اور کش مکش کے اثرات اس طور پر مرتب ہونے لگے جن کے سبب اس ملک کے تین مختلف روپ صاف نظر آتے تھے۔

ایک وہ ہندوستان تھا جس کے ساحلی علاقوں میں کچھ منڈیوں سے تجارتی رشتوں کے سبب اور کچھ ڈچ ، ولندیز ، فرانسیسی اور انگریز تجاراور کمپنی کے اہل کاروں کے توسل سے آئی ہوئی بیرونی اشیا غیر ملکی پینشوں اور تعلیم کے ساتھ ساتھ بیرونی زندگی کے طور طریقے رواج پا رہے تھے ۔

دوسری طرف امرا ، جاگیرداروں اوران کے لواحقین اور متعلقین کا وہ ہندوستان تھا جو مغل سلطنت کے اقتدار اور جاہ وجلال کی دھندلاتی ہوئی یادوں کے سہارے ہر قسم کی قدامت پسندی کو زندہ اور رائج رکھنے کی جنگ اپنی پوری جذباتی قوتوں کے ساتھ لڑ رہا تھا۔

تیسری طرف اس وقت کے دبے سمٹے کے درمیانہ طبقے کا وہ نیم تعلیم یافتہ اور نیم بیدار ہندوستان تھا ، جو قدیم رسوم وروایات کی تقلید سے بیزار بھی تھا اور جدید سہولتوں اور بیرون اشیاء تعلیم اور میشنوں کے تحت مرت ہونے والے اثرات کی دید و شنید سے نئی تبدیلیوں اور نئے خیالات کو اپنی زندگیوں میں راہ دینے پر مائل ہو چلا تھا۔ ظاہر ہے کہ یہ سہ رخ صورت حال بے حد پیچیدہ تھی اور اس سے نہ صرف ملک کا سیاسی، ثقافتی اور تاریخی ڈھانچہ زیر وزبر تھا ، بلکہ فرد کے ذہنی الجھاؤں اور احساس کمتری کی ذمہ دار بھی یہی صورت حال تھی ۔

کسی ملک اور قوم کی تاریخ جب ایسے موڑ پر آجاتی ہے کہ جہاں قرنوں کے استوار ذہنی اور جذباتی رشتے بیرونی ممالک سے درآمدی اشیاء ، مشینوں اور اقدار کے ہاتھوں زیر و زبر ہونے لگیں تو فکر کی راہیں مسدود اور فن کو تخلیق دینے والی قوتیں مضحل ہونے لگتی ہیں اور نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ زندگی گزارنے کے عام طور طریقوں میں ، غور وفکر کی صلاحیتوں میں اور تدبیر در تخلیق کے عمل میں روایت پرستی کی تن آسانی کا جادو سر پر چڑھ کر بولنے لگتا ہے ۔

غالب کے عہد کے عام ذہنی اور فکری رویوں میں جوسعی و کاوش اور تلاش و جستجو کا فقدان ملتا ہے ۔اس کا سبب عام فردکی نا اہلیت نہیں ہے بلکہ قومی تاریخ کا وہی اندوہناک موڑ ہے جس کی طرف اوپر کی سطور میں اشارا کیا گیا ہے ، اساتذہ کا دہلی میں اس وقت غالب کے علاوہ شاہ نصیر، مومن ، ذوق اور بہا در شاظفرموجود تھے۔ ان سے چھوٹے نسل والے لوگوں میں آزردہ ، شیفتہ ،حالی ، زکی ، مجروح اورا نور بھی خاصے نمایاں ہو چلے تھے ۔ ادھر لکھنو میں آتش اور ناسخ کے شاگردوں کا ایک پو را اکھاڑہ جما تھا ۔

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

حالی کے بعد کی شاعری اور غالب کو چھوڑ کر اس عہد کے عام فکری اور تخلیقی شاعرانہ رویوں کو دیکھئے تو فکر میں گہرائی اور تدبر اور تخلیقی اپج کی جگہ تقلید اور روایت پرستی کی کابوسیت کے سوا اور کچھ نہیں ملتا۔ جس عہد سے فکر وفن اور تہذیب وثقافت کے یہ نقاش گزر رہے تھے اس سے ان کے حصے میں روایت پرستی کی ایک زنجیر آئی تھی جوان کی فنی فکری اور تخلیقی قوتوں کو پا بوس کیے ہوئے تھے۔

ظفر کا ایسا درد آشنا دل ، ذوق سا طباع اور قادرالکلام شاعر، مومن ساایسا تیکھااور طرحدار شاعر اردو شاعری کو ایک مدت کے بعد بیک وقت اتنے اچھے اور جاندار عناصر میسر آئے تھے لیکن تغیر اورانقلاب کی تیز موجوں میں الٹ پلٹ اقدار حیات اور پیمانوں نے وہ چالیں چلیں کہ فکر وفن کی تمام جو لانیاں اور نظر و بصیرت کے سارے حوصلے اس عہد کی ناسازگاریوں کے الجھاؤوں اور ناہمواریوں میں گم ہوتے چلے گئے۔

تغیرات اور کش مکش کے اس بلا خیزطوفان سے جو چیز ابھر کر آئی وہ وفاداری بشرط استواری " کے طور پر تکلفات اور مبالغہ آمیزی کا جنونی میلان تھا جو کسی قیمت اس مجروح روح عصر کی پکار بنے سے عاری تھا جو اپنے عہد کے فن کا را ور شاعر کی تگ و تازجستجو کے واسطے چشم براہ تھی۔

غرض غالب کے عہد کی وہ عام فضا جس میں اس دور کاشاعر اور فن کارسانس لے رہا تھا زوال پذیری اور تنزلیات کے تند و تیز دھاروں کی زد میں کچھ اس طرح آیا ہوا تھا کہ معمولی مزاج اور ذہن کی بات نہیں ہے بلکہ بڑے بڑے طباع ذہن اور تیکھے مزاجوں کو قدم ٹکانا دو بھرتا۔

اس اعتبارسے ایسے پیچیدہ ماحول کے پس منظر میں کسی ایسے شاعر او رفن کا رکے ذہن کی ساخت اور اس کی ارتقائی مسافتوں کا جائزہ بڑی الجھی ہوئی گتھیوں کا سلجھانا ہے۔ غالب نے خود ایک بڑے روایت پرست ماحول اور گھرانے میں آنکھیں کھولی تھیں۔ سرکار سے قرب اور دربار داری ان کے عہد میں ہر صاحب فن کا اٹل مقدر تھی۔ کسی دربار سے پنشن پا لینا یا کسی نواب یا مہاراجہ کا استاد مقرر ہو یا نا فن کی اعلی ترین مسند پر فائز ہونا تھا. چٹخارے دارالفاظ کے الٹ پھیر میں مہارت رکھنا گویا فن شعر گوئی کی معراج ہو جانا تھا۔

ان طور طریقوں نے فکری اور فنی اجتہاد کی راہیں میں تو تقریبا مسدود کر ہی رکھی تھیں ، مگر ساتھ ہی ساتھ اس عہد نا ساز گار میں شعر و شاعری کے مروجہ معیار و قواعد سے انحراف گویا محاذ جنگ کھولنا تھا ۔ سو غالب کو اس باب میں جو کچھ سننا پڑا وہ اب کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں رہی ہے ، مشکل پسندی سے لے کر مہمل تک ہر خطاب ہی سے انہیں نوازا گیا ۔ مگر بیان کی قوت برداشت کا بہت بڑا مظاہرہ تھا کہ انہوں نے مخالفت کی اس سیلاب کو" نواز شہائے بے جاء "سے زیادہ سمجھ کر کوئی گلہ نہیں کیا ۔ غالب کے فنی اور فکری اجتہاد کی داستان کا یہ پہلوان کے زمانے کی روش عام کو دیکھتے ہوئے بڑا تعجب خیز ہے ۔ لیکن ان کی ذہنی ساخت کو سمجھنے کے لیے اس بات کو نظر انداز نہیں کرنا چاہئے کہ ایک فعال اور حساس ذہن اپنے اردگرد کے ماحول اور فضا کو اوسط درجے کے ذہن کے مقابلے میں زیادہ جذب کرتا ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے ماحول اور زمانے سے بہت آگے ہوتے ہوئے بھی اپنے عہد کو ساتھ لے کر چلتا ہے ۔ چنانچہ غزل کی قدیم روایات کا خاصا بڑا اثر غالب کی شاعری پر حاوی ہے یہی نہیں غزل کے روایتی الفاظ مثلا گل ، بلبل ، صیاد، باغ، زندان ، برق ، آشیاں، خزاں، بہار نالہ فریاد ان کے یہاں بھی اسی کثرت سے استعمال ہو رہے ہیں جیسے کہ ان کے پیشرو اور ہم عصر شعراء کے یہاں مستعمل تھے۔ مگر اس سب کچھ کے باوجود غالب کی طرز فکراور ان کے انداز بیان کا آخری اثر ان کے عہد کی عام شاعری سے یکسر جدا اور بالکل منفرد ہے ۔

ایسا کیوں ہے؟

یہ ایک بہت سیدھا سا سوال ہے ۔ مگر اس ایک ہی سوال کے جواب میں غالب کی انفرادی اور نجی زندگی سے لے کر ان کے خارجی ماحول کی پوری سرگذشت آجاتی ہے ۔ غالب کے خارجی ماحول کی جس پیچیدگی اور کشاکش کی طرف اوپر مختصرا شارات دیئے گئے ہیں ۔ ان کا اعادہ اب بے محل ہو گا لیکن اس پس منظر میں غالب کی نجی زندگی کے بعض موڑوں کا سمجھ لینا نسبتا آسان ہو جاتا ہے ۔ خاندانی سلسلے سے وہ ایک ترک اور آبائی پیشے کے لحاظ سے وہ رزم کے آدمی تھے۔ ان کی شادی خاصی کم عمری میں اور پوری روایتی پابندیوں کے ساتھ ہوئی، اولاد کے زندہ رہنے کی خواہش ان کی زندگی کی بہت بڑی چاہتوں میں سے تھی ۔ اچھا مکان ، اچھا لباس ، صاف ستھری اور غموں اور پریشانیوں سے آزاد زندگی کی ستم پیشہ نوبہاری زندگی کی دائمی قربت ، وافر روپے پیسہ بہتات کے ساتھ شراب اور دوستوں کے ساتھ

بے فکری کی صحبتیں اور مجلسیں ، سرکار دربار میں عزت اور سند نشینی ، ہم عصر شعراء میں یکتائے روزگار کی حیثیت سے عزت و تکریم ۔

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے (۱)

خواہشوں اور چاہتوں کا یہ ہجوم بے شک بہت بڑا ہجوم ہے ۔ مگران میں سے کوئی خواہش کوئی چاہت کسی نوع بھی مافوق الفطرت شے کی طلب گاری اور حصول نہیں کہی جاسکتی ۔ ولی بننے کے وہ ہرگز خواہاں نہیں تھے ۔ پیری مریدی کا چسکا انہیں زندگی کے دور میں نہیں لگا۔ زراندوزی یا ذخیرہ اندوزی کا شوق بھی ان کے طور طریقوں سے مترشح نہیں ہے ۔ جو کچھ وہ چاہتے تھے وہ ایسی عام چاہتیں تھیں جوان کے عہد کا ہر آدمی کرتا تھا اور ہم آپ بھی کر سکتے ہیں ۔ اور یہ سب کچھ کوئی ایسا شوق فضول کبھی نہیں تھا کہ جولائق تعزیر جرم گردانا جائے مگر ان کے جیتے جی حالات کا دھارا الٹے رخ ہی بہتا رہا ۔ رزم کے آدمی کو زندگی بھر شعروسخن کی بزم آرائی مقدر رہی . شادی کی وہ بیڑی جوان کی قلندرانہ فطرت کو بند باندھے اور پابند زندگی کے رسوم و آداب میں جکڑنے کے لئے تیرہ سال کی عمر میں پہنائی گئی تھی زندگی بھر نہ کٹ سکی اور نہ ایک اتفاقی حادثے کے بعد کسی اور ستم پیشہ نو بہا ناز کا ان کی زندگی میں گزر ہوا ۔ اولاد کی زندہ رہنے کی چاہت بھی ایک فضول خواہش رہی ،جتنے وہ دوست دار اور دوسروں کے غم گسار بنتے گئے ان کے حریفوں اور مخالفوں کی تعداد میں اسی قدر اضافہ ہوتا گیا ۔ روپیہ ، پیسہ ، ادبی عزت و شہرت ، سب ہی چھلاوےکے سراب کی طرح ان سے دس قدم آگے رہا۔ ان کی زندگی کیا تھی بس دل آزردگاں کا ایک زیارت کدہ تھی ۔ جس کو بے قدری ، ناکامیوں اور مخالفتوں کا ایک ہجوم اور کلفتوں اور صعوبتوں کا ایک سیلاب بے پناہ گھیرے ہوئے تھا ۔ تب ہی تو وہ گھبرا کے کہہ بیٹھے تھے

بیاں کس سے ہو ظلمت گستری میرے شبستاں کی
شب مہ ہو جو رکھ دیں پنبہ دیواروں کے روزن میں (۲)

بھلا جس کے ساتھ زمانے اور حالات کا یہ رویہ اور یہ سلوک ہو وہ اس زمانے کو کیونکر مانے ؟ اور اس کے دل میں اس زمانے کی کن روایات اور کن قدروں کا احترام ہو گا کہ وہ ان کی تقلید کرے ؟ اورایسا پابند رسوم و آداب تکلفات زمانہ کسی کو کیا دے سکے گا کہ جیسے پا کر وہ شکر و سپاس کا اظہا

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

رکرے گا ؟ ایسی فضا اورا یسے ماحول میں جوخوداپنے طلسم میں اس درجہ گرفتار ہو کہ ماضی کی یادیں ہی سارا ورثہ بن کر رہ جائیں ، اگر کوئی حساس اور فعال ذہن ترتیب پا تا ہے تو اس کی راہ کا اولین قدم اپنے دور سے انحراف اور انکار کا قدم ہوتا ہے ۔ دنیا کے ادب اورفن میں اس قبیل کی بے شمارمثالیں آج ہمارے سامنے ہیں۔ اور غالب بھی ان ہی بے شمار مثالی ذہنوں میں سے ایک ذہن ہیں ۔ چنانچہ غالب کی نجی زندگی کی بے ضررا ور معصوم خواہشات اوران کے خارجی ماحول کے دباؤ اور تعصبات کے پرہول ٹکراؤ نے ان کے ذہن کو جس نہج پر ڈالا وہ اپنے عہد کی پابستگی رسم و رہ عام سے انکار اور انحراف کی یہی بنیادی روش تھی ۔ چنانچہ انہوں نے اس پہلے ہی وار میں اپنے عہد کے جملہ واہل خرد سے جنگ اوٹ لی کہ

ہیں اہل خرد کس روش خاص پہ نازاں
پابستگی رسم و رہ عام بہت ہے (۳)

ایک تر اور رزم پیشہ ہونے کے ناطے ان کے خون میں جو رزم آرائی کا عنصر تھا زمانے کی بے قدری کے ہاتھوں ان کی مجروح انا سے میل کھا کر دو دھاری تلوار بن گیا ، پھران کے انحراف اور انکار کا رخ صرف ادبی اور شعری روایات ہی نہیں بلکہ ہر وہ چیز جو اس عہد میں محض اپنی روایتی قدامت کے سبب دوسروں کے لئے باعث احترام و تقلید تھی ، وہی غالب کی تنقید کاہدف اور ان کے انکار اور انحراف کی زد میں تھی ۔ اس میں عشق و عاشقی کا روایتی انداز بھی شامل ہے اور محبوبہ کا روایتی تصور بھی ۔ تصوف کا لگا بندھا کاروبار بھی اور سکہ بند مذہب بیوپار بھی ، ریا کارانہ فقیری اور قلندری بھی ، اور رسمی دینداری بھی ، اورغرض مندی کے لباس میں دوسروں سے درمندی کا برتاؤ بھی ۔ اس کے علاوہ بھی ہر وہ رسم وراہ ان کے انکا راور انحراف کی زدمیں آتی گئی ، جو آدمی کی فکر و نظریا بند کرسکتی ہو ۔ اور اس کی آزادہ روی کی راہ کی دیوار بن سکتی ہے ۔ غالب کی دین داری رسمی تو خیر نہیں تھی ، لیکن اس باب میں ان کے ایمان اور ایقان کی راہیں چند جذباتی عقائد پر البتہ مستحکم تھیں ۔ لیکن اس معا ملے میں بھی وہ اتنے ، آزادہ و خودبیں ضرور تھے کہ اگر انہیں در کعبہ وا نہ ملے تو الٹ پھر جانے کا حوصلہ رکھتے تھے ادبی معاملات میں ان کی گرفت اس سے کہیں زیادہ سخت تھی ۔ زبان کا معاملہ ہو یا محاورات ، روزمرہ اور تراکیب کے استعمال کا مسئلہ کسی شاعرانہ خیال کے بحث ہو یا کسی ادبی

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

نظریے کی صحت کا سوال ، غالب نے کبھی کسی ایسے مروجہ استعمال کی حمایت نہیں کی جیسے ان کا عقلی پسند ذہن بحث و تمحیص اور دلائل اور براہین کے بعد غلط سمجھتا ہو۔ ایسے تمام معاملات میں کہ جہاں ان کا ذہن عقلی معیارات پر کسی معاملے کو غلط سمجھتا ہو وہ اپنے شاگردوں، دوستوں اور معتقدوں ہی کونہیں ان لوگوں کو بھی ٹوک دیتے تھے جن سے ان کا کوئی مفاد یا غرض وابستہ نہیں رہتی تھی ، مثلا میر سرفراز حسین نے جوان کی بہت چہیتے یار تھے جب انہیں فقہ پڑھنے کی خبر دی تو وہ جھلا گئے اور انہیں ڈانٹا۔ میاں کس قصے میں پھنسا ہے فقہ پڑھ کر کیا کرے گا طب و نجوم وہیت و منطق پڑھا کر جو آدمی بنا چاہے ۔ یاصاحب عالم سے جو غالب کو جو جذباتی لگاؤ تھا اور جس قدر وہ ان کا ادب اور احترام کرتے تھے اس کی مثال کسی اور کے ساتھ خلوص وادب میں نہیں ملتی ۔ لیکن غالب نے ان کے بھی شعری مسلک سے جا بجا اختلاف کیا ہے اور بے دھڑک اپنی رائے کا اظہار کیا ہے پھران کا یہ رویہ دوسروں کے ساتھ ہی نہیں ، بے روح روایتی تقلید میں یہی کچھ وہ اپنے ساتھ بھی روا رکھتے تھے مثلا اپنے ادبی مسلک کے بارے میں عبد الرزاق شاکر کے نام دہ سنہ ۱۸۶۵ کے ایک خط میں لکھتے ہیں پندرہ برس کی عمر سے پچیس برس کی عمر تک مضامین خیالی لکھا کیا۔ دس برس میں بڑا دیوان جمع ہو گیا ۔ آخر جب تمیز آئی تو اس دیوان کو دور کیا ، اوراق یک قلم چاک کیے اور دس پندرہ شعر واسطے نمونہ کے رکھئے ۔ بلکہ اپنے دیوان کی پہلی ترتیب کے وقت تو انہوں نے اس سے بھی زیادہ سخت الفاظ میں اپنی تقلیدی روش کی شاعری کو تنقید کا ہدف بنایا ہے ۔

مراد اس طویل نشان دہی سے یہ جستجو تھی کہ وہ اپنے عہد میں رہتے ہوئے بھی کیوں اپنے عہدے زیادہ کسی گلشن نا آفریدہ کے بلبل بن کر جئے ۔ سو اب تک تلاش سے جو بات سامنے آئی ہے ۔ وہ یہ کہ رزم پیشہ اور فن سپہ گری پر فخر ونا زکرنے والا ترک ہی نہیں ترکانہ مزاج اور ترکا نہ خو بو کا مجموعہ بھی تھا ۔ غالب کے اندر نازک مزاجی ، تیکھا پن ، جلد روٹھنے اور جلد مان جانے ، اپنے آپ کو سب سے الگ تھلگ اور سب سے ممتاز سمجھنے اور اپنی علمیت اور زباں دانی کا جو ایک غرہ تھا وہی کچھ مل ملا کر انہیں اپنے عہد کی دوسری شخصیتوں سے بلند قامت بن گئی ۔ غالب کا بیشتر کلام ان کے یہاں اس احساس کی نشان دہی بھی کر تا ہے کہ دل اگرہ لکھنواور حیدرآباد کی بھری پڑی ادبی اور علمی، ذہنی

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

اور عقلی سطح پر وہ اپنے آپ کو بالکل تنہا محسوس کرتے ہیں۔ اور کوئی ہم خیال اور ہم زبان انہیں میسر نہیں ہے ۔ اس پوری محفل میں کوئی ایک بھی ان کا ہمراز نہیں ہے۔

ہیچ می دانی کہ غالب چوں بسر بر دم بدہر
من کہ طبع بلبل و شغل سمندر داشتم (۴)

دوسرے مصرعے کی خبران کے یہاں کڑھن نہیں بن جاتی ، بلکہ ان کی یکتائی اور انفرادیت کے راز کو فاش کرتی ہے۔ ان کی منفرد طبع تھی کہ وہ روایت پسندی اور روایت پرستی کے فرق سے پوری طرح باخبر تھے وہ جہاں اس بات کو سمجھتے تھے کہ روایات وہ چراغ ہیں جنہیں اگر کوئی عہد اپنی حرات پسندی کے جنون میں گل کر دے تو مستقبل توخیر بہت دور کی بات ہے حال کی راہیں بھی اتنی تاریک ہو جاتی ہیں کہ قدم در قدم چلنا بھی دو بھر ہو جاتا ہے ، وہیں وہ اس زمرے بھی باخبر تھے کہ روایت پرست فن کارجس جبر روا یت کو اپنے اوپر مسلط کرتا ہے وہی اس کے تخلیقی سوتوں کو خشک کرنے کا ذریعہ بن جا تاہے ، جب کہ اس کے برعکس روایت پسند ہوکر رد وقبول کی جتنی آزاد راہیں کوئی فن کار اپنے لئے کھلی رکھ سکتا ہے وہ اس کے فکر وفن کے تجربات میں نئے پن اور اجتہاد کا دروازہ کھلا رکھنے کی ضمانت بن جاتی ہیں ۔ غالب روایت پرست نہیں روا یت پسندالبتہ تھے۔

غالب کے یہاں اس روایت پسند ذہن کی داغ بیل پڑنے کی خبرایک توان کی اس منفرد مزاجی سے ملتی ہے جس کی طرف ابھی ابھی اشا را کیا گیا ہے ۔ بعض اور شہادتیں ان کی خارجی زندگی میں ان کے دوستانہ مراسم سے ملتی ہیں ۔ مگران شہادتوں کی طرف رجوع کرنے سے پیشترایک اوراہم مسئلہ توجہ طلب ہے ۔

غالب جس عہد کے فرد تھے وہ اپنی جگہ پیچیدہ تو تھا ہی لیکن اس پیچیدگی کے صرف ایک رخ کا تذکرہ عام طور سے ملتا ہے ۔ اور وہ یہ کہ چونکہ ایسٹ انڈیا کمپنی رفتہ رفتہ ہندوستان کے سیاسی اور حکومتی ڈھانچے میں دخل انداز ہوتی جارہی تھی جس کے سبب مغلیہ حکومت روبہ زوال تھی ۔ چنانچہ یہ عہد محض تخریب کا دور شمار ہوتا ہے ۔ بلا شک وشبہ تخریب اور غارت گری کا یہ پہلو بڑا ہی المناک ہے ، مگر یہ بھی یادرکھنے کی بات ہے کہ یہ دور ایک نئی تعمیر کے آغاز کا بھی دور تھا ۔ مغلیہ سلطنت ، باقیات الصالحات - کی حیثیت سے یہ تعمیراس دور کے یا آج کے بعض افراد کے لئے اختلاف کا سبب تو

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

بن سکتا ہے مگر اپنی جگہ اتنی ٹھوس بات تھی ، اور بعد کو ثابت ہی ہوئی کہ اس کے وجود سے انکار نہ جب ممکن تھا نہ آج ممکن ہے ۔ اس تعمیر کا رخ بے شک حاکمانہ اور سامراجی تھا لیکن اس کے اجزاء میں جزباتیت کی جگہ عقل پسند جھوٹے وقار کے سہارے زندگی گزارنے کی جگہ محنت باز اور قوت ذہن سے کمائی ہوئی روزی اور عزت فرسودہ پرستی کی جگہ ایجادو اختراع کی لگن رجعت پر فخر وافتخار کی جگہ علم وعمل کی روشنی میں آگے بڑھنے کا جذبہ شامل تھے ۔ ظاہر ہے کہ ایسے دور کی نمائندگی بھی کسی ایسے ہی دیدہ و دانش والے ذہن کا کام تھا جو اپنے عہد کی تخریب و تعمیر کی آویزش کے ملبے سے وہ کچھ برآمد کر سکے جو حال کی تہذیب اور مستقبل کی تعمیر کی جھلکیاں دے سکے ۔ اس پس منظر کی روشنی میں اب غالب کے اس رویے کی نشان دہی کی جاسکتی ہے کہ آیا وہ اپنے عہد کی منفی رو کے دھاروں میں بہہ کر صرف انکار و انحراف کی منزل تک ہی پہنچتے تھے یا اپنے عہد کی تعمیری خوبو کا بھی انہیں کوئی شعور تھا ؟ اور اس ہی سوال کے جواب کے سلسلے میں ان کے دوستانہ مراسم کی طرف اشارا کیا گیا تھا۔ اس بات سے ہرگز انکار ممکن نہیں ہے کہ غالب اپنے عہد کے اس طبقے کے فرد نہیں تھے جو جدیدطرز پر تعلیم یافتہ افراد کا طبقہ تھا اور اپنے علم کی بنا پر نئے خیالات اور نئے روایات کی تقلید کر رہا تھا ۔ مگر اپنی عملی زندگی میں کچھ پینشن کی مقدمہ بازی کے طفیل اور کچھ سرکار و دربار سے وابستگی کی روایت کو نباہنے کی وجہ سے اور تیسری طرف محض اپنے خاندانی اور ذاتی مراسم کی بنا پران کے تعلقات ایسے لوگوں سے تھے جو پورے طور پر نئی طرز پر تعلیم یافتہ تو نہیں کہے جا سکتے ہاں انگریزی زبان جانتے اور انگریز حکومت کی انتظامی مشینری سے منسلک ہونے کے سبب نئی تبدیلیوں ، نئے خیالات اور طرز زندگی کے لئے تعمیری رخ کی مبادیات سے پوری طرح باخبر تھے ۔ غالب کے ایسے احباب کی فہرست خاصی طویل ہے ۔ مگر سر سید احمد خان ، منشی شیو نرائن آرام ، منشی پیارے لال آشوب ، خواجہ غلام غوث بے خبر اور عبدالغفورنساخ کے نام زیادہ اہم ہیں ۔ یہ سب حضرات نہ صرف نئی حکومت کے مقامی دفاتر کے اعلی عہدے دار یا اہل کار تھے بلکہ انگریزی زبان جانے کے سبب نئی تعمیری رجحانات سے پوری طرح واقف بھی تھے ۔ ایک سرسید کو چھوڑ کر یہ سبھی حضرات غالب کے شاگرد تھے ، برابر ان سے خط وکتابت رہتی تھی، اور شبانہ روز محفلوں میں شریک رہتے تھے ۔ ان حضرات سے گفتگوا در تبادلہ خیالات کے سبب کچھ انگریز دربار اورکچہریوں میں آمد و رفت کے طفیل اور پھر سب سے اہم

بات یہ کہ کلکتے کے دوسفروں نے کیا غالب کو نئے عہد کا مزاج دان نہیں بنا یا ہو گا ؟ بھلا کلکتے کے ذکر کے احوال پر غالب کی بے قراری سے کون واقف نہیں، اور آثار الصنادید کی تقریظ میں نئی دنیا کے حال کے بیان سے کون انکار کر سکتا ہے ؟ ان بہت سا منے کی شہادتوں کی بنا پر یہ مفروضہ قیاسی حدود سے نکل کراس امر کا ثبوت بہم پہنچاتا ہے کہ غالب کا اپنے عہد کی رسم ورہ عام سے انکا را ورانحراف ذاتی نا کامیوں پر نرا جبیت کا شکار ہونے کے سبب سے نہیں بلکہ نئی تبدیلیوں کے دھاروں اور ان کی سمتوں اور رخوں سے آگہی کی بنا پر تھا۔ مثلا اپنے عہد کے انکا رو انحراف کے سلسلے میں جس قدر کھل کر انہوں نے اپنے اس قصیدے کے ابتدا میں کہا ہے جو یوں شروع ہوتا ہے ۔

دہر جز جلو ہ یکتائی معشوق نہیں (۵)

اس کی مثال اور کہیں نہیں ملتی ۔

چند اشعار توجہ طلب ہیں۔

بے دلی ہائے تماشہ کہ نہ عبرت ہے نہ ذوق
بے کسی ہائے تمنا کہ نہ دنیا ہے نہ دیں
ہرزہ ہے نغمہ زیر و بم ہستی و عدم
لغو ہے آئین فرق جنون و تمکیں
نقش معنی ہمہ خمیازہ عرض صورت
سخن حق ہمہ پیا نہ ذوق تحسین (۶)

ان اشعار میں غالب کے انحراف وانکار کی زد میں ان کے عہد ہی کے نہیں بلکہ ماضی قدیم تک کے وہ تمام معتقدات اور تصورات اور فکر و فلسفہ کی وہ طرز ہے جو قیاسات اور ماضی پر محض خوش گمانی کے سبب ان کے اپنے عہد تک آتے آتے انفرادی اور اجتماعی تجربات سے کٹ کر خالص مقدس روایات کی شکل میں رہ گے تھے پھران اشعار میں نفی یا انکار محض نہیں ہے ، بلکہ مثبت فکر کی ایک رو زیر تہ کاٹتی ہوئی بھی گذرتی ہے جو اگرچہ خاصی نا محسوس ہے مگر موجود ضرور ہے ۔ غالب کے اس طرز فکر سے یہ نتیجہ اخذ کرنا مقصود نہیں ہے کہ وہ کوئی بہت بڑے انقلابی تھے ۔ ہاں جو بات سمجھنے اور ان کے جس ذہنی رویے کی نشان دہی مقصود ہے وہ یہ کہ وہ اپنے دور کے بے حد عام نا محسوس تغیرات

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

کو سمجھنے ، ان کی افادیت اوران کے مثبت اثرات کو دیکھنے اور ان کی حمایت کرنے میں اپنے تمام ہم عصراردوکے ادبیوں اور شاعروں میں پہلی شخصیت تھے ، اس تہذیب اوران روایات کے مٹے جانے پران کا سینہ" ضرور - پرخوں زنداں خانہ بن گیا تھا ۔ جن سے ان کے دور کی اعلی تہذیبی اور ثقافتی رویوں کی شمع روشن تھی ۔ مگر ساتھ ہی ساتھ ان کے سینہ پر خوں سے اپنے عہد کی تعمیر کی آرزو مندی کی وہ شعائیں بھی پھوٹتی تھیں جواس - گلشن ، آفریدہ کی تعمیر وتشکیل کی پہلی کوششوں میں سے تھی ۔ جس کی موجودہ شکل ہمارا اپنا عہد ہے ۔ اس اعتبارسے غالبا ا ن کا ذہن تخریب و تباہی پرافسوس اور آہ وبکا کرنے والا ذہن نہیں بلکہ تغیر اور تبدل کے دائمی جاری و ساری حقیقی وجود کو ماننے اور برتنے والا ذہن ہے . مثلا دیکھئے کہ جرات اور جذبہ جاں سپاری کے تحت وہ آتش انقلاب کو اپنی زخمی روح اور احساسات کے لئے مرہم بناتے ہیں ۔

بسانے موج می بالم بہ طوفان
برنگ شعلہ می رقصم در آتش (۷)

مقدم سیلاب سے دل کیا نشاط آہنگ ہے
خانہ عاشق مگر ساز صدا سے آب تھا (۸)

تغیر اور تبدل کی ان ہی حر کی قوتوں پرا یمان اور یقین کے سبب غالب کی شاعری بنیادی طور پرایسے تغیرات کی شاعری ہے جن کی اساس عقلی توجیہات پر استوار ہے ، اور یہی ان کے شاعرانہ رویوں کی موجودہ دور تک زندہ رہنے کی دلیل اور متاثر کرنے کی قوت کا راز ہے ۔ غالب کے یہاں جتنے پرانے الفاظ قدیم روایتی انداز میں مستعمل ہیں اور جن کی طرف اوپر اشارا کیا جا چکا ہے اسی قدر ایسے الفاظ بھی انہوں نے استعمال کئے ہیں جوان کے ذہن کی تعمیر نہ معاشری قوتوں سے پیار اور لگاؤ کی طرف اشارہ کرتے ہیں ۔ مثلا ان کے یہاں طوفان سیلاب ، جوش دریا، موج ، رفتار پرواز وغیرہ جس طرح سے استعمال ہوئے ہیں وہ حرکت اور تغیر کے فلسفے کے رنگ اور رخوں پر قومی اعتقاد اور گہری وابستگی اور لگاؤ کا اظہار ہیں۔ اسی پیاراورلگاؤ کے جذبے سے سرشار وہ تحریر رفتگاں کی خشک گشت کو اپنے ابر قلم کی نم رگ سے سیراب کرتے رہے ۔ اور یہی ان کا وہ زہنی رویہ تھا جس سے ان کی تمام بے مائیگی ، مجبوریوں اور پابندیوں کے باوجود اتھاہ آرزو مندی کا وہ سیلابی دہارا جنم لیتا ہے جس کا رخ

تعمیر و تشکیل گلشن نا آفریدہ کی طرف بہتا ہے ۔ اپنے اس جذبے کا اظہا رانہوں نے دو جگہ بڑی آرزو مندی اور ذوق و جنوں کے جذبے میں ڈوب کر کیا ہے ۔

گھر میں تھا کیا کہ ترا غم اسے غارت کرتا
وہ جو رکھتے تھے ہم اک حسرت تعمیر سو ہے (۹)

اور

ہوا ہوں عشق کی غارت گری سے شرمندہ
سوائے حسرت تعمیر گھر میں خاک نہیں (۱۰)

تہی دستی اور تنگ دستی بے قدری اور مخالفتوں کے سیلاب کے با وجود غالب کے یہاں حسرت تعمیر کی تہی آرزومندی کا یہ جذبہ بالخصوص ان کے عہدے کے زوال پذیر اور شکست خور وہ ماحول میں اپنی نوعیت کی عجیب آواز ہے ۔ اس آرزومندی میں جب ان کی قلندرانہ طبیعت اور بے نیازی کا عنصر شامل ہوتا ہے تو ان کے تعمیری ذہن کی وہ روش ہم پر کھلتی ہے جس پر وہ عمر بھر پامردی اور استقامت کے ساتھ سرگرم سفر رہے ۔ زندگی کی آسائشوں کا عدم حصول ان کی بے نیازی کی راہ کا پتھر کبھی نہیں بن پاتا۔ اور پھر وہ اس منزل پر پہنچ جاتے ہیں ۔

ہوں میں بھی تماشائی نیرنگ تمنا
مطلب نہیں کچھ اس سے کہ مطلب ہی برائے (۱۱)

اوراسی منزل پر پہنچ کر نجی زندگی میں آرام و آسائش کا میسر نہ ہونا ایک ایسے مثبت نقطہ نظر میں ڈھل جا تا ہے کہ جس کے سہارے آرزوؤں اور خواہشوں کی چاہت ان کے سینے کو گرم رکھتی ہے ، جام جم میسر نہ ہو تواس کے غم میں ترک بادہ نوشی کیا ضرور ہے ۔ لزت تو مٹی کے کوزے سے بھی حاصل کی جاسکتی ہے --- یہ جذ بہ قناعت پسندی کا بے عمل فلسفہ نہیں ہے ۔ بلکہ غالب کے رندانہ مزاج اور فعال ذہن کی موجوں سے گذر کر یہی کچھ نئے راہیں تراشنے اور اردگرد کی خس و خاشاک سے تعمیری مسالہ تیار کرنے کا بہانہ اور عزم بن کر سامنے آتا ہے غالب آرزومندی میں جوترو تازگی ہمیں ملتی ہے اس کا سبب نفی سے اثبات کی راہیں تراشنے کا یہی جذبہ ہے جس نے روئے شش جہات میں ایسے آئینے کا ادراک کے لئے وا کر دیا تھا جس سے وہ آنے والے عہد کے مزاج اور اس کی

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

تعمیری روش کو نصف صدی پہلے ہی تاریخ کے کھلے ورق کی طرح پڑھ سکتے تھے ۔ غالب کے ذہن کی جتنی روشوں کو ابھی تک احاطہ کیا جا چکا ہے ان سے ان کی زندگی کے عملی اور نظریاتی پہلوؤں پر جو روشنی پڑتی ہے وہ ہمیں یہ بات واضح طور پر سمجھنے میں مدد دے سکتی ہے کہ وہ اپنے عہد کو جس حد تک جذب اور قبول کر سکے وہ اعلی ثقافتی اور تہذیبی قدروں کا ایسا مجموعہ تھا جس میں شریف النفسی انسانی دردمندی ، دوسروں کے ساتھ پیار و خلوص اور آبرومندانہ برتاؤ کے عناصر حاوی تھے ۔ اور جو کہ ان کا ذہن اپنے عہد سے جزب وقبول نہ کر سکا وہ روایت کا وہ جبر تھا جس کی تقلید آدمی کو لہو کا بیل بنا دیتی ہے اور اس سے انکار اور انحراف کے بغیر فکر ونظر کے واسطے جستجو اوراجتہادی راہیں کھلنا ممکن نہیں رہتیں ۔ یہ دونوں عناصر غالب کے یہاں پوری شدت اور سائنسی تاویلات (Scientific Interpretation) کے ساتھ موجود ہیں ۔ غالب کے ذہن کی اس روش کو سمجھنے میں ان کے عہد ہی میں نہیں بلکہ بیسویں صدی کے ابتدائی دور تک خاصی بے توجہی برتی گئی ہے ۔ ان پر جو مشکل پسند مہمل گو ، لا ادری اور ضدی ہونے کے فتوے لگتے رہے ہیں ، اس کا سبب ان کے ذہن کی اس ہی حقیقت پسندانہ روش کو نہ سمجھنا ہے ۔ غالب کے ذہن کی وہ روش خاص جہاں وہ مظاہر فطرت کے بارے میں انسان کی ذات کے بارے میں ، آفرینش اور عدم کے بارے میں خدا کے نہ ہونے کے بارے میں اور اپنے ماحول کے بارے میں سوالات کرتے ہیں اور ہرشے اور ہر چیز کی اصل جاننے اور اس کے وجود اور عدم کی اہمیت اور نا اہمیت کو سمجھنے کے لئے ۔ نہ یوں ہوتا تو کیا ہوتا ، کی منزل میں قدم دھرتے ہیں تو ان کے ذہن کو سمجھنا خاصا دشوار ہو جاتا ہے پھر اس سے ہٹتے ہیں تو وہ اپنے عہد کے عشق وعاشقی کے ڈھرے پر سوالات کی بوچھاڑ کر دیتے ہیں ۔شاعری کے عام مزاج کا مزاج پوچھنے لگتے ہیں ۔ حتی کہ دربار داری اور ممدوح تک کی ذات پوچھنے پر اتر آتے ہیں - شعر کیا کہوں غزل کا رنگ بھول گیا معشوق کسی کو قرار دوں جو غزل کی روش سمجھ میں آئے ؟ رہا قصیدہ ؟ ممدوح کون ہے ؟

ہائے انوری گویا میری زبان سے کہتا ہے۔

اے دریغا نیست ممدوح سزا وار مداح

اے دریغا نیست معشوق سزا وارغزل (۱۲)

یا پھر آخری بات کو ایک اور پیرائے میں یوں کہتے ہیں :

کوہ کن نقاش یک تمثال شیریں تھا اسد
سنگ سے سرمار کر ہووے نہ پیدا آشنا (۱۳)

ہر مذہب اور تصوف کے چاروں سجادوں کے بارے میں بھی ان کا ذہن تشکیک اور سوالات سے خالی نہ تھا اور یہی وہ منزل ہے کہ جہاں وہ پہنچ کر جب اپنے عہد کی ہر موجود شے کے متعلق اور ا نفس نہ ا فاق کی موجودات کے بارے میں بار بار سوال کرتے ہیں تو وہ اپنے عہد کی زمانی اور مکانی حدود کو پھلانگ کر اس گلشن نا آفریدہ کی حدود میں داخل ہو جاتے ہیں جو ان کے عہد کے بعد نصف صدی میں پیدا ہوا تھا ، اور یہ عہد آج کے سائنسی اور ٹیکنا لوجی عہد کا پیش رو دور تھا، اور ان کے اپنے عہد کی نظر اور بصیرت سے یکسر او جھل تھا۔

اس پس منظر میں غالب کے ذہن کے تانے بانے کی جوڈوریاں بنیادی ثابت ہوتی ہیں وہ تماشہ ، تحیر حرکت اور رفتا ر ہیں ۔ غالب کی نفسیاتی ژرف بنی کا مطالعہ ہو یا ان کی ظرافت کا عشق و محبت کے رویے کا مطالعہ ہو یا مذہب اور تصوف کے معتقدات کا ان کے نظریات و کردار کی جستجو ہو، یا ان کے شاعرانہ رویے کی بات ان کے ذہن کے تانوں بانوں کے جو تار و پود بنیادی ثابت ہوتے ہیں وہ یہی چار عناصر ہیں ۔ اوران کی عناصر سے ان کی دیو دانش، اتھاہ آرزو مندی ، حسرت تعمیر اور رفعت فکر کا نظام مرتب ہوتا ہے ۔ یہی کچھ ان کی عظمت ذہن کی دلیل بھی ہے ۔ ان ہی چار عناصر کی متوازن آمیزش نے غالب کی فکر اور ان کی ذہنی افتاد کوا پنے عہد کی زمان و مکان کی قیود سے بالا تر کر کے اس آنے والی سماج کا نقیب بنا دیا جو آج ہما را عہد ہے اور جس کی فکر و نظر کا بنیادی محورانسان دوستی او را شیاء اور حوادث کے اسباب و علل کا سائنسی شعور مادی رخ قرارپا ہے چنانچہ جب ہم آپ غالب کا یہ مطلع دہراتے ہیں ۔

ہوئی مدت کہ غالب مر گیا پر یا د آتا ہے ! (۱۴)

تواس بار کے صرف ایک ہی معنی ہوتے ہیں کہ غالب آج بھی ہمارے بنیادی جذبوں ، اور تخیل اور تفکر کی تمام شعوری ، جذباتی ، روایتی اور اجتہادی کوششوں میں اسی طرح برابر کے ہم سفر ہیں جیسے کہ وہ اپنے عہد کے شریک سفر تھے ۔ اس اعتبار سے غالب کی ذہنی عظمت ایسے اجزا سے تشکیل

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

ہے کہ ہر جدید نظام فکر کی بڑھتی اور پھیلتی ہوئی وسعتوں میں ان کے فکراور شعور کی تازگی بڑھتی ہی رہے گی ۔

دشوار تو یہی ہے کہ دشوار بھی نہیں (۱۵)

مجھے اپنی تقصیر کا اعتراف ہے اور میں اپنے گناہوں اور کوتاہیوں پر شرمندہ ہوں میں پارسائی کے جھوٹے دعوے کے بجائے صدق دل سے شرمندگی اور افعال کا تحفہ لے کر خدا کے سامنے جاؤں گا اسے تو شرف قبول حاصل ہوگا، اور تیرا پارسائی کا دعوی
طرح طرح سے رسوا ہوگا اور مردود قرار پائے گا ۔

گر نگاہ گرم فرماتی رہی تعلیم ضبط
شعلہ خس میں جیسے خوں رگ میں نہاں ہو جائے گا (۱۶)

محبوب محبت کے تذکرہ سے برہم ہوتا ہے اور گرم یعنی عتاب اور غصہ کی نظروں سے عاشق کو ضبط کی تعلیم دیتا ہے ۔ عاشق کہتا ہے کہ اگر میں دل ہی دل میں آتش عشق چھپائے رہا تو میری رگوں میں خون نہاں ہو جائے گا، یعنی رگوں میں جو خون ہے وہ بھی غائب ہو جائے گا اور رگوں کے اندر بھی نظر نہ آئے گا ۔ اور میری حالت خص کی طرح ہوجائے گی جو شعلہ چھپاتے رہتا ہے ، جس کے اندر شعلہ کے سوا کچھ نہیں ہوتا گو وہ اسے ضبط کے رہتاہے ۔

حوالہ جات

۱) مزاغالب، دیوان غالب از غلام رسول مہر، شیخ غلام علی پبلی شرز، لاہور، ص۶۹۶
۲) ایضاً، صفحہ نمبر۳۸۵
۳) ایضاً، صفحہ نمبر۲۴۷
۴) رسالہ، افکار، غالب نمبر، مکتبہ افکار، کراچی، ۱۹۴۵، ص۱۵۸
۵) مزاغالب، دیوان غالب از غلام رسول مہر، شیخ غلام علی پبلی شرز، لاہور، ص۷۵۷
۶) رسالہ، افکار، غالب نمبر، مکتبہ افکار، کراچی، ۱۹۴۵، ص۱۵۹
۷) ایضاً، ص۱۵۹
۸) مزاغالب، دیوان غالب از غلام رسول مہر، شیخ غلام علی پبلی شرز، لاہور، ص۶۴

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

۹) رسالہ، افکار، غالب نمبر، مکتبہ افکار، کراچی، ۱۹۴۵، ص ۱۶۰

۱۰) ایضاً، ص ۱۶۰

۱۱) ایضاً، ص ۱۶۰

۱۲) ایضاً، ص ۱۶۱

۱۳) ایضاً، ص ۱۶۱

۱۴) ایضاً، ص ۱۶۲

۱۵) مرزا غالب، دیوان غالب از غلام رسول مہر، شیخ غلام علی پبلی شرز، لاہور، ص ۲۸۱

۱۶) ایضاً، ص ۱۰۴